دل کی بات　　مدیر

بے نظیر بھٹو کا قتل۔۔۔۔۔ملکی سلامتی کے خلاف سازش

۲۷ر دسمبر ۲۰۰۷ء کو ملک کی مقبول سیاست دان اور پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو کو لیاقت باغ راولپنڈی میں ایک انتخابی جلسے سے خطاب کے بعد واپسی پر قاتلانہ حملہ کر کے ۳۰ کارکنوں سمیت قتل کر دیا گیا۔ وہ دو مرتبہ پاکستان کی وزیر اعظم منتخب ہوئیں۔ آٹھ سالہ جلاوطنی کے بعد ۱۸ر اکتوبر ۲۰۰۷ء کو صدر پرویز مشرف کے ساتھ ایک مفاہمتی معاہدے کے نتیجے میں وطن واپس آئی تھیں۔ ان کی کراچی آمد کے موقع پر بھی ان کے جلوس میں دو بم دھماکے ہوئے تھے جس کے نتیجے میں پیپلز پارٹی کے کئی افراد جاں بحق ہوئے تھے مگر بے نظیر محفوظ رہی تھیں۔

وہ گزشتہ تین ماہ سے مسلسل کہہ رہی تھیں کہ

''میرے سیکورٹی کے انتظامات اطمینان بخش نہیں مجھ پر قاتلانہ حملہ ہو سکتا ہے۔ ۱۸ر اکتوبر کو بھی پیپلز پارٹی کی پوری قیادت ختم کرنے کی سازش کی گئی''

انہوں نے صدر پرویز کو ایک خط بھی لکھا تھا جس میں اپنے اوپر متوقع قاتلانہ حملے کے ذمے داروں کو نامزد کیا تھا۔ آخر وہی ہوا جس کا خدشہ اور خطرہ تھا۔ خفیہ ایجنسیاں بھی مسلسل بے نظیر بھٹو اور دیگر سیاست دانوں پر قاتلانہ حملوں کی اطلاعات فراہم کر رہی تھیں۔ بے نظیر کے سیکورٹی ایڈوائزر رحمٰن ملک نے دو روز قبل سیکورٹی کے ناقص انتظامات پر خبردار کیا اور بتایا کہ حکومت نے جو آلات فراہم کئے ہیں وہ ناکارہ ہیں۔ پیپلز پارٹی کے رہنما امین فہیم نے سوال اٹھایا ہے کہ اگر حفاظتی انتظامات درست تھے تو قاتلانہ حملے سے بچاؤ کے لیے جیمرز کیوں کام نہیں کر رہے تھے؟

یہ سانحہ اتنا شدید ہے کہ اس کے نقصانات کا کوئی اندازہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عالمی سامراج ایشیا میں کسی بھی شخصیت کی مقبولیت کو اپنے مفادات کے لیے خطرہ سمجھتا ہے۔ شاہ فیصل، ذوالفقار علی بھٹو، شیخ مجیب الرحمٰن، اندرا گاندھی، ان کے بیٹے راجیو گاندھی اور اب بھٹو کی بیٹی بے نظیر عالمی استعمار کی ہی سازشوں کی زد میں آ کر قتل ہوئے۔ حتیٰ کہ جنرل ضیاء الحق بھی جب امریکی مفادات کے لیے خطرہ بنے تو پوری ٹیم سمیت راستے سے ہٹا دیے گئے۔ لیاقت علی خان سے لے کر بے نظیر بھٹو تک سب نے عالمی استعمار پر اعتماد کیا اور اس کے تعاون سے اقتدار

حاصل کیا۔ استعمار نے اپنے دُستوں کو ہمیشہ دھوکہ دیا۔ بینظیر بھی دھوکے کا شکار ہوئیں، انھیں مفاہمت کے نام پر اعتماد میں لیا گیا اور ملک میں آنے کی اجازت ملی۔ اب انھیں بھی راستے سے ہٹایا گیا، جس طرح ان کے والد کو ہٹایا گیا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو، ان کے دو بیٹے، شاہنواز اور میر مرتضٰی اور اب بیٹی سب قتل ہوئے۔ استعمار نے بھٹو خاندان کا قصہ ہی تمام کر دیا۔

راولپنڈی کے اسی باغ میں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو گولی ماری گئی۔ اسی شہر میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی گئی اور اب بھٹو کی بیٹی کو بھی لیاقت باغ میں ہی گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ مقتدر قوتوں کے منہ کو خون لگ چکا ہے، دینی و سیاسی رہنماؤں کا تسلسل کے ساتھ قتل ملکی سلامتی اور سیاسی استحکام کے خلاف خوفناک سازش ہے

آٹھ سالہ ڈکٹیر شپ کے بعد نام نہاد جمہوریت بحال کرنے اور انتخابات کا ڈھونگ رچانے والوں نے جمہوری عمل کی آخری رسمیں پوری کر دی ہیں۔ ملک خانہ جنگی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ خاکم بدہن ملک ٹوٹنے، تقسیم ہونے اور علیحدگی کے خدشات کا برملا اظہار ہونے لگا ہے

سانحہ راولپنڈی نے پورے ملک کا نظام درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے۔ ہڑتالیں، توڑ پھوڑ، فائرنگ اور دھماکوں کی شدید کارروائیوں نے ملک کا امن وسکون برباد کر دیا ہے۔ پرتشدد کارروائیوں میں اب تک درجنوں شہری جاں بحق ہو چکے ہیں۔ آثار وقرائن سے یہ طوفان اب تھمتا نظر نہیں آتا۔ ایک شخص نے عالمی استعمار کے مطالبے پر آٹھ برسوں میں بے گناہ مسلمانوں کا اتنا خون بہایا ہے کہ پاکستان کی ساٹھ سالہ عمر میں کسی بھی حکمران کے عہد میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور سیاسی و دینی رہنماؤں کے سب سے زیادہ قتل بھی موجودہ حکمرانوں ہی کے عہدِ چنگیزی کا سیاہ ترین باب ہے۔ بے نظیر بھٹو اور ان کی پارٹی سے مکمل فکری و نظریاتی اختلاف کے باوجود ہم ان کے قتل کو ایک ظالمانہ اور بزدلانہ کارروائی سمجھتے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور مجلس کی پوری قیادت نے سانحۂ راولپنڈی کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے موجودہ حکمرانوں کی غلط خارجہ وداخلہ پالیسیوں کا شاخسانہ قرار دیا ہے۔ اس کی تمام تر ذمہ داری حکمرانوں پر عائد ہوتی ہے۔ حکمران جو فصل آج بو رہے ہیں کل اسے کاشت بھی خود ہی کریں گے۔ ایک ڈکٹیٹر نے آدھا ملک ختم کیا، دوسرے کے عزائم بھی اچھے معلوم نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پاک وطن اور سوہنی دھرتی کی حفاظت فرمائے (آمین)۔

☆☆☆